الم نشرح

سورہ نمبر 94

تنزیلی نمبر 10

آیات 08

پارہ 30

مکی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ الم نشرح

فضیلت سورہ الم نشرح

- خواص القرآن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جو بھی یہ سورہ پڑھے گا اللہ اسے یقین اور عافیت عطا کرے گا اور جو سینے کی تکلیف پر اس سورے کو پڑھے گا اور اس کی لیے لکھے گا تو اللہ اسے شفاعت عطا کرے گا۔ (خصوصیات و فوائد قرآن)

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس سورے کو برتن پر لکھے گا اور پیے گا تو اگر پیشاب بند ہونے کی شکایت ہے تو اللہ اسے شفا عطا کرے گا اور اس کے نکلنے میں آسانیاں فراہم کرے گا۔ (خصوصیات و فوائد قرآن)

- امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو اس سورے کو سینے پر پڑھے گا تو اس کے نقصان سے فائدہ پہنچے گا اور دل کو حکم خداوندی سے سکون حاصل ہوگا اور جسے سردی لگ رہی ہو تو اللہ کے حکم سے اس کا پانی اس کے لیے منفعت بخش ہوگا۔ (خصوصیات و فوائد قرآن)

📖 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا اُسے اتنا ثواب ملے گا، جتنا اس شخص کو ملے گا، جو پیغمبر اکرمﷺ کی اس حالت میں زیارت کرے، جب کہ آپؐ کسی وجہ سے پریشان ہوں اور وہ شخص آپؐ کی پریشانی کو دُور کرے۔ (نورالثقلین)

📖 مکی زندگی اور ابتداء بعثت کے دنوں کی بات ہے کہ اللہ نے شروع میں یہ فیصلہ کردیا تھا کہ آپؐ کا ذکر بلند ہوگا… چناچہ چند ہی سالوں میں آپ کا ذکر ہر سو پھیل گیا … (نور)

📖 اس سورہ (الم نشرح) اور سورہ ضحیٰ کو احادیث و روایات کی بنا پر مراجع تقلید نے ایک سورہ بیان کیا ہے۔ (نور)

(✐اسی طرح سورہ فیل اور قریش کو)

اس سورت کا ربط پچھلی سورت (الضحیٰ) سے بہت قریبی ہے۔

- سورہ الضحیٰ میں نبی ﷺ کو ماضی کی نعمتیں یاد دلائی گئیں۔
- سورہ الشرح میں موجودہ اور آئندہ تسلی دی گئی کہ آپ کے مشن میں مشکلات ضرور ہیں مگر اللہ کی مدد اور آسانیاں بھی ساتھ ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سینہ کھول دیا، بوجھ اتار دیا

1۔ اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ﴿۱﴾

کیا ہم نے آپ کے لیے آپ کا سینہ کشادہ نہیں کیا؟

(بلاغ القرآن)

وَلَقَدۡ نَعۡلَمُ اَنَّكَ يَضِيۡقُ صَدۡرُكَ بِمَا يَقُوۡلُوۡنَۙ ٩٧
(حجر، 15:97)

فَاصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنۡ كَصَاحِبِ الۡحُوۡتِ
(قلم، 68:48)

﴿فَمَن يُرِدِ ٱللَّهُ أَن يَهۡدِيَهُۥ يَشۡرَحۡ صَدۡرَهُۥ لِلۡإِسۡلَٰمِ﴾
"جسے اللہ ہدایت دینا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے"
(الانعام، 6:125)

﴿رَبِّ ٱشۡرَحۡ لِي صَدۡرِي﴾
"اے میرے رب! میرا سینہ کھول دے" (حضرت موسیٰؑ کی دعا)
(طٰہٰ، 20:25)

﴿أَفَمَن شَرَحَ ٱللَّهُ صَدۡرَهُۥ لِلۡإِسۡلَٰمِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٖ مِّن رَّبِّهِۦ﴾
"بھلا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا اور وہ اپنے رب کی طرف سے ایک نور پر ہے؟"
(الزمر، 39:22)

- آیت کا لفظی ترجمہ (لفظ بائے لفظ)

ألم ← کیا نہیں؟
نشرح ← ہم نے کھولا / وسیع کیا
لك ← تیرے لئے
صدرك ← تیرا سینہ

شان نزول / تاریخی پس منظر

یہ آیت مکی دور میں نازل ہوئی جب نبی ﷺ کو مخالفت، طعن و تشنیع اور کفر کی سختیوں کا سامنا تھا۔ اللہ نے تسلی دی کہ آپ کا دل شرح صدر سے بھر دیا گیا تاکہ وحی اور رسالت کی بھاری ذمہ داری آسان ہو جائے۔

❓ اعتراض: بعض مفسرین نے اسے جسمانی آپریشن (شق صدر) کہا ہے۔

✅ جواب: اصل مفہوم روحانی و معنوی ہے۔ اس آیت کا تعلق باطنی کشادگی اور بصیرت سے ہے۔

✏️ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی رب اشرح لی صدری" میں سینہ کھول دے۔ یقیناً ان کا مطلب یہ نہیں تھا کہ میرا سینہ بلیڈ سے کھول کر آپریشن کیا جائے!

⚒️ عملی پہلو (آج کے دور پر اطلاق)

آج کے مؤمن کو بھی ایمان کے ذریعے شرح صدر نصیب ہو سکتا ہے۔

قرآن کی تلاوت، ذکر اور صبر سے دل وسیع ہوتا ہے اور مشکلات آسان لگتی ہیں۔

شرح صدر، اصل میں سکونِ قلب اور نورِ بصیرت ہے جو اللہ کی نعمت ہے۔

⇅ سیاق و سباق

سورہ الضحیٰ میں **ماضی** کی نعمتیں یاد دلائی گئیں۔

سورہ الشرح میں **موجودہ اور آئندہ** تسلی دی گئی کہ آپ کا سینہ کھول دیا گیا اور مشکلات کے باوجود اللہ کی نصرت ساتھ ہے۔

✎ **سورہ مزمل میں نبی اکرمﷺ کی مماثلت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کی گئی ہے۔ حضرت موسٰی علیہ السلام نے فرمایا تھا:**

وَيَضِيْقُ صَدْرِىْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِىْ (شعرا، 26:13)

میرا سینہ گھٹتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی۔

اور خود سے دعا کرتے ہیں:

"قال رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۙ ٢٥، وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ۙ ٢٦ (طه، 20:25)،

جبکہ نبی اکرمﷺ کی ذات کے لیے اللہ تعالیٰ نے خودی فرما دیا:

الم نشرح لک صدرک۔ ووضعنا عنک وزرک۔

کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا۔ اور آپ کا بوجھ نہیں اتار دیا۔

2۔ وَ وَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ۙ﴿۲﴾

ور ہم نے آپ سے آپ کا بوجھ نہیں اتارا؟

(بلاغ القرآن)

﴿وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ﴾

"اور ان کے اوپر سے وہ بوجھ اور زنجیریں ہٹائے گا جو ان پر تھیں"

(الاعراف، 7:157)

⊙ آیت کا لفظی ترجمہ

و ← اور

وضعنا ← ہم نے اتار دیا / ہٹا دیا

عنک ← تجھ سے / آپ سے

وزرک ← تیرا بوجھ (سنگین ذمہ داری، بھاری پن)

شان نزول / تاریخی پس منظر
ابتدائی مکی دور میں نبی ﷺ کو دعوت کی ابتداء میں شدید ذہنی اور نفسیاتی دباؤ تھا۔ کفار کی مخالفت، وحی کا بار اور تنہائی کا احساس آپ پر بوجھ ڈالتا تھا۔ اللہ نے فرمایا کہ ہم نے یہ بوجھ آپ سے ہلکا کر دیا، یعنی دل کو شرح صدر دے کر اور آپ کی ذمہ داری کو سنبھالنے کی طاقت عطا کر کے۔

3۔ الَّذِیۡۤ اَنۡقَضَ ظَہۡرَکَ ۙ﴿۳﴾

جس نے آپ کی کمر توڑرکھی تھی۔

(بلاغ القرآن)

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی﴾
"اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا"
(الانعام، 6:164)

﴿وَیَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ کَانَتۡ عَلَیۡهِمۡ﴾
"اور ان کے اوپر سے وہ بوجھ اور بیڑیاں ہٹا دے گا جو ان پر تھیں"
(الاعراف، 7:157)

آیت کا لفظی ترجمہ

الذي ← وہ (بوجھ)
أنقض ← جس نے توڑ دیا / دبا دیا / چٹخا دیا
ظهرك ← تیری کمر

لغوی و صرفی تحقیق

- **الذي** ← موصول، اس بوجھ کی صفت کے طور پر آیا ہے۔
- **أنقض** ← فعل ماضی، باب إفعال → کمر کی ہڈیوں کو چٹخا دینا، بھاری بوجھ سے توڑ دینا۔
- **ظهرك** ← کمر، اصل میں پشت، مجازاً قوت و برداشت کی علامت۔

موسیٰؑ کا وزیر / محمدﷺ کا وزیر

📖 اَلْوِزْرُ۔ بار گراں ۔ بہت بڑی ذمہ داری ۔ اس کی جمع اَوْزَارٌ ہے۔ وَزَرَ۔ اس نے بوجھ اٹھایا۔ وَازِرٌ بوجھ اٹھانے والا*(تاج)۔ وَزِیْرٌو مُوَازِرٌ۔ جس پر ذمہ داری ہو۔ وہ جو کسی کے بوجھ میں شریک ہو*(تاج) ۔راغب نے المُوَازَرَۃ کے معنی معاونت بتائے ہیں اور وَزِیْرُ کے معنی معاون و مددگار۔ نیز امیر کا بوجھ اور ذمہ داریاں اٹھانے والا**(راغب) (لغات القرآن/مفہوم القرآن)

✎ وزر مطلب بوجھ، اور "وزیر" مطلب بوجھ میں شریک، کوئی معاون و مددگار۔ (جیسے دنیاوی اعتبار سے بادشاہ کے وزیر/وزراء ہوتے ہیں، جو دنیاوی اعتبار سے بادشاہ کا بوجھ اٹھانے والے ہوتے ہیں، یعنی اس کے معاون مددگار، اور اس کے بوجھ میں اس کے ساتھی ہوکر اس کے کام کو آسان کرنے والے۔)

⇦ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نبی کریمﷺ کی مشابہت ہونے کے ساتھ، حضرت موسیٰ علیہ السلام سورہ طٰہٰ/25 و شعراء/13 میں "سینہ کی کشادگی" کے حوالے سے دعا کی تھی۔

اور یہاں، سور الم نشرح میں ہوبھو وہی بات اللہ تعالیٰ نے نبی کریمﷺ کے لیے فرما دی کہ ہم نے آپ کا سینہ کھول دیا۔

پر وہاں ایک اور بات بھی ہوئی تھی "وزارت" کی۔

وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ١٣ (شعراء)
میرا سینہ گھٹتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی۔ آپ ہارون کی طرف رسالت بھیجیں۔

اور طٰہٰ میں فرمایا:

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۲۵، وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ۲٦، وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۲۷، يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۲۸، وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ۲۹، هٰرُوْنَ اَخِي ۳۰، اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ۳۱، وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ۳۲، كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ۳۳، وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ۳٤، اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ۳۵۔
موسیٰ نے عرض کیا : " پروردگار ' میرا سینہ کھول دے' اور میرے کام کو میرے لئے آسان کر دے، اور میری زبان کی گرہ بھی کھول دے، تاکہ وہ بات سمجھ سکیں، اور میرے لیے ایک وزیر بھی بنا دے میرے خاندان میں سے، ہارون ' جو میرا بھائی ہے، تو اس سے میری کمر کس دے، اور اسے میرے کام میں شریک کر، تاکہ ہم دونوں بکثرت تیری تسبیح بیان کریں، اور تیرا ذکر کریں کثرت کے ساتھ، بے شک تو ہم کو دیکھ رہا ہے۔

اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک "وزیر" مانگا تھا، اپنے "اہل" میں سے، رشتہ میں "بھائی"، نام ہے "ہارون"

پھر اس تناظرے میں سورہ الم نشرح کی ان آیتوں میں نبی کریمﷺ کے لیے "شرح صدر" اور "وزارت" سے یہ مفہوم بھی بنتا

ہے کہ اللہ تعالٰی فرما رہے، ہم نے آپؐ کو آپ کے **"بھائی" "علی"** کو جو آپ کے **"اھل"** میں سے ہیں، آپ کا **"وزیر"** بنا کر، آپ کا بوجھ اتار دیا، اور آپ کا "کام" "آسان" کردیا، جس بوجھ نے آپ کی "کمر" توڑ رکھی تھی۔

✎ حضرت موسٰی علیہ السلام کی دعا کے ایک ایک حرف کا جواب اللہ تعالٰی نے نبیِ مکرمﷺ کو ان آیات میں دے دیا!

مزیدحدیثِ منزلت

(أنت مني بمنزلة هارون من موسى، إلا أنه لا نبي بعدي)

ترجمہ: "تم (علی) مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارون، موسیٰ سے تھے، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

اس بات کو اور پختہ کردیتی ہے۔

لفظ **"اخی"** سے مواخات والے دن نبی مکرمﷺ نے حضرت علی سے اپنے آفیشل بھائی کا رشتہ قائم کردیا (حالانکہ کزن کے حساب سے تو وہ ان کے پہلے سے بھائی تھے۔)

لفظ**"اھل"** سے آیت تطھیر کی شانِ نزول سے، اور آیت مباہلہ میں "اپنا نفس" بنا کر بہت واضح کردیا کہ میرا "اہل" / اھلبیت کون ہیں؟

اور لفظ "لسان" اور حضرت موسٰی کے وزیر کے نام "هارون" کا جواب سورہ مریم میں نام کے ساتھ آیا ...

- وَ جَعَلنَا لَہُم لِسَانَ صِدقٍ عَلِیًّا ﴿مریم، 19:50﴾

اور ہم نے "علیا" کو ان کے لیے "لسانِ صدق" بنا دیا۔

- اور پھر بعثت کے شروعاتی دور میں، علی الاعلان تبلیغ سے پہلے اقرباء کو دعوت کے وقت، "دعوتِ ذوالعشیرہ" کے موقع پر نبی کریمﷺ نے علی علیہ السلام کو اپنا بھائی، وصی، و جانشین بنا کر اپنا آفیشل "وزیر" بھی نامزد کردیا۔ اور یہ واقعہ تنزیلی اعتبار سے جلد ہی سورہ شعراء کی آیت 214 " وَ اَنذِر عَشِیرَتَکَ الاَقرَبِینَ" میں آئے گا۔

4۔ وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ؕ﴿۴﴾

اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

(بلاغ القرآن)

﴿وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا﴾
"اور ہم نے ان کے لئے سچی ناموری بلند مرتبہ عطا کی"
(مریم، 19:50)

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ ٱلرَّحْمَٰنُ وُدًّا﴾
"یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے، ان کے لئے رحمن محبت پیدا کر دے گا"
(مریم، 19:96)

﴿إِنَّ ٱللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ ۚ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ صَلُّواْ عَلَيْهِ وَسَلِّمُواْ تَسْلِيمًا﴾
"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو"
(الاحزاب، 33:56)

لغوی و صرفی تحقیق

- **رفعنا** ←باب فعل، معنی: اٹھانا، بلند کرنا۔
- **لك** ←تاکید کہ یہ خاص نعمت صرف آپ ﷺ کے لئے ہے۔
- **ذکر** ←یاد، نام، تذکرہ۔ قرآن میں ذکر کا مطلب کبھی نصیحت، کبھی قرآن، اور کبھی نام و شہرت بھی ہوتا ہے۔
- یہاں ذکر سے مراد نبی ﷺ کا نام ہے جسے اللہ نے ہمیشہ کے لئے عزت و عظمت بخشی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا ہے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جس وقت میرا نام لیا جاتا ہے تو اُس وقت آپؐ کا نام میرے نام کے ساتھ لیا جاتا ہے اور تیرے مقام کی عظمت کے لیے یہی کافی ہے۔ (نورالثقلین)

یہ وعدہ ہے کہ نبی ﷺ کا ذکر قیامت تک بلند رہے گا۔

اذان، اقامت، نماز، خطبہ، تلاوت قرآن ← ہر جگہ آپ ﷺ کا نام اللہ کے نام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔

آپ ﷺ کی سیرت، سنت اور درود دنیا بھر میں ہمیشہ گونجتا رہے گا۔

جیسے وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود دعا کی تھی "میرا سینہ کھول دے"۔ اور یہاں اللہ تعالیٰ نے نبی کریمﷺ کے لیے خود فرمایا: ہم نے آپ کا سینہ کھول دیا۔

اور وہاں حضرت موسیٰؑ نے خود کہا تھا کہ تاکہ ہم تیری تسبیح کریں، تیرا ذکر بلند کریں۔ اور یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے

محبوب سے خود کہا ہم نے تمہارا ذکر بلند کر دیا، اور تم اور تمہارے "آل" پر ہر وقت درود و سلام پڑھنے کا حکم جاری کردیا۔

مشکل کے ساتھ آسانی ہے

5۔ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٥﴾

البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

(بلاغ القرآن)

وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى (اعلیٰ 87:8)
فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى (لیل، 92:7)

﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّهُۥ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾
"جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لئے راستہ نکال دے گا اور وہاں سے رزق دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو"
(الطلاق، 65:2-3)

﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّهُۥ مِنْ أَمْرِهِۦ يُسْرًا﴾
"جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے معاملے میں آسانی کر دے گا"
(الطلاق، 65:4)

﴿سَيَجْعَلُ ٱللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا﴾
"اللہ تنگی کے بعد آسانی پیدا کر دے گا"
(الطلاق، 65:7)

لغوی و صرفی تحقیق

- **فإن** ← حرفِ تاکید و سبب (پس بے شک)۔
- **مع** ←ساتھ، ہمراہ۔
- **العسر** ←اصل معنی سختی، تنگی، کٹھن مرحلہ۔ معرفہ (ال) کے ساتھ آیا ← ایک خاص مشکل مراد ہے۔
- **یسرا** ←نکرہ، یعنی کوئی بھی آسانی، وسعت، سہولت۔

یہ ایک الٰہی قانون ہے **:مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔**

- "العسر" معرفہ ہے ← یعنی مشکل ایک ہی ہے۔
- "یسرا" نکرہ ہے ← یعنی آسانیاں کئی ہیں۔
- مطلب یہ کہ ایک مشکل کے مقابلے میں کئی آسانیاں عطا کی جائیں گی۔

6۔ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ﴿۶﴾

یقینا مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

(بلاغ القرآن)

﴿سَيَجۡعَلُ ٱللَّهُ بَعۡدَ عُسۡرٍ يُسۡرًا﴾
"اللہ تنگی کے بعد آسانی پیدا کر دے گا"
(الطلاق، 65:7)

﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجۡعَل لَّهُۥ مِنۡ أَمۡرِهِۦ يُسۡرًا﴾
"جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے معاملے میں آسانی کر دے گا"
(الطلاق، 65:4)

﴿فَإِنَّ مَعَ ٱلۡعُسۡرِ يُسۡرًا﴾
"تو بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے"
(الشرح، 94:5) ← یہ آیت خود اپنے معنی پر مزید زور دینے کے لئے دوبارہ آئی۔

تکرار اس حقیقت کو مضبوط کرتی ہے کہ یہ کوئی وقتی نہیں بلکہ دائمی الٰہی قانون ہے۔

کسی منزل کی طرف قدم اٹھتا ہے تو منزل عظیم ہونے کی صورت میں ہر قدم پر مشکلات اور صعوبتیں پیش آئیں گی. صعوبت اس وقت آتی ہے جب قدم بڑھتا ہے۔ لہٰذا ہر قدم کے ساتھ جہاں عسر (صعوبت) ہے وہاں یسر (آسانی) بھی ساتھ ساتھ ہے اور صعوبتوں کے ساتھ اٹھنے والے ہر قدم میں آسانی

بھی ہے۔ چنانچہ بعد العسر یسراً نہیں فرمایا :مَعَ العُسرِ یُسرًا فرمایا۔ یعنی مشکل کے بعد آسانی ہے نہیں فرمایا بلکہ فرمایا: مشکل کے ساتھ ساتھ آسانی ہے۔ چنانچہ ہر قدم پر مشکل کم، آسانی زیادہ ہوتی چلی جائے گی۔ (کوثر)

✎ قدم اٹھانے کی سائنس کی اگر بات کریں، تو ہر قدم اٹھانے میں یقیناً طاقت لگتی ہے، کشش ثقل آپ کو اپنی طرف کھینچتے ہے، آبھوا آپ کے خلاف resist پیدا کرتا ہے، جبکہ آپ طاقت استعمال کرتے ہوئے مشقت کرتے ہیں۔ پر آسانی یہ ہے کہ ہر قدم قدم پر آپ منزل کے قریب ہوتے چلے جاتیں ہیں۔ پہلا قدم ہوسکتا زیادہ مشکل ہو، پر ایک بار قدم اٹھا لیا تو دوسرا قدم خود بخود اٹھتا ہے۔ یعنی ایک طرف مشقت کرنی پڑتی ہے، پر دوسری طرف اس کے ساتھ آسانی بھی ہوتی ہے (کہ ہر قدم کے ساتھ آپ منزل کے قریب ہوتے جاتے۔)

یہاں پر نیوٹن کا تیسرا قانون - لا آف موشن کام کرتا ہے یعنی:

Newton's third law states that every action has an equal and opposite reaction.

جتنی طاقت بندہ زمین پر لگاتا، اتنی ہی طاقت زمین بندہ پر لگاتی ہے۔

یعنی ان مع العسر یسرا۔ مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

❓ اعتراض: اگر ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے تو پھر دنیا میں مستقل محرومی اور ظلم کیوں ہے؟

✅ جواب: یہ آیت انسانی بصیرت کو جگاتی ہے کہ سختی میں بھی آسانی کا پہلو موجود ہوتا ہے۔ کبھی یہ آسانی صبر و رضا کی شکل میں ملتی ہے، کبھی نئے مواقع کی صورت میں، اور آخرت میں لازمی طور پر کامل آسانی ملے گی۔

✎ **یاد رہے، یہ آسانیاں تبھی نصیب ہوتی ہیں جب انسان " وَتَوَاصَوا بِالحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوا بِالصَّبرِ " پر کام کرے۔ مشکلات تو نبی کریمﷺ کے اوپر بھی بہت آئیں۔ کبھی بچے پتھر مارتے تھے، تو کبھی راہ میں لٹرلی کانٹیں بچھا دیتے تھے، کبھی سجدہ میں اوجھری رکھ دیتے تھے، تو کبھی بائیکاٹ کر کے لین دین بند کردیتے تھے، حتیٰ کہ بھوک و افلاس سے پیٹ پر پتھر باندھنے پڑتے تھے۔ ایک اللہ کا نبی شکایت کر سکتا ہے کہ، کہنے پر تو میں "رحمت للعٰلمین" ہوں، تو پھر میرے اوپر ہی اتنی سختی کیوں؟**

پر یہ اللہ کا universal law **ہے کہ اللہ تعالٰی لوگوں کے درمیاں دنوں کو بدلتے رہتے، تنگی و خوشحالی سب کو اپنے لیول پر نصیب ہوتی، پھر چاہے وہ اللہ کا نبی ہو، یا اللہ کا دشمن۔**

﴿وَتِلْكَ ٱلْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ ٱلنَّاسِ﴾
"اور یہ دن ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گھماتے رہتے ہیں" (آلِ عمران، 3:140)

پر بات یہ ہے کہ بندہ حق کو تھامتے ہوئے صبر کرے۔ دن ضرور بدلتے۔

پر اس بات کا خاص خیال رکھے کہ اس پورے دور میں اس کی اپنی کوئی کوتاہی نہ ہو۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ اللہ تو موقع دیتا رہا اسے اپنے حالات بدلنے کا، پر وہ اپنی سستی، کوتاہی، لاعلمی، اور جہالت سے اسے گنواتا رہا۔

✨ اس آیت سے سبق:

- دنیا میں حالات بدلتے رہتے ہیں ← خوشی و غم، فتح و شکست، آسانی و مشکل۔
- کوئی حال دائمی نہیں، اصل کامیابی آخرت کی ہے۔
- مومن مشکل میں مایوس نہ ہو اور آسانی میں غافل نہ ہو۔

نصب

7۔ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿٧﴾

لہٰذا جب آپ فارغ ہو جائیں تو نصب کریں۔

(بلاغ القرآن)

⦿ **آیت کا لفظی ترجمہ**

فإذا ← پس جب
فرغت ← تو فارغ ہو جائے
فانصب ← تو محنت کر / جم کر کھڑا ہو جا / لگ جا

🕮 **اَلنَّصْبُ۔ کسی چیز کو کھڑا کر کے رکھنا۔ ابھار کر رکھنا**(راغب)۔ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے بنیادی معنی کسی چیز کو ہموار اور سیدھا کھڑا کر دینے کے ہیں۔ نَصَبَ**

الشَّجَرَةَ ۔ درخت زمین میں لگا دیا*(محیط) ۔اَلنَّصْبُ گاڑا ہوا جھنڈا۔ اَ لنُّصْبُ (وَالنَّصِیْبَةُ) ۔ ہر وہ چیز جسے نصب کر دیا جائے اور اس طرح وہ نشان اور علامت بن جائے۔ (مفہوم القرآن)**

❓ اعتراض: کیا انسان کو کبھی آرام کی ضرورت نہیں؟

✅ جواب: قرآن نے اعتدال سکھایا ہے۔ "فرغت" کا مطلب یہ نہیں کہ جسمانی ضرورتوں کو نظرانداز کر دیا جائے بلکہ یہ کہ فارغ وقت فضول کاموں میں ضائع نہ ہو، بلکہ اسے اللہ اور مقصدِ حیات میں استعمال کرو۔

⚒️ فارغ وقت کو عبادت اور نفع بخش کاموں میں لگانا چاہیئے۔

- آج کے انسان کی سب سے بڑی آزمائش یہی ہے کہ وہ فارغ وقت ضائع کرتا ہے۔
- یہ آیت **productivity** (بامقصد مصروفیت) کا سنہری اصول دیتی ہے۔

✏ **آخرت کے تناظر میں حیاتِ دنیا کا ایک ایک لمحہ بہت خاص ہے، جو باریک بینی سے کام لیتے ہوئے اس کے ایک ایک لمحہ، ایک ایک منٹ، گھڑی، گھنٹہ کو کسی بامقصد پراڈکٹوٹی میں مصرف کریں، یقینا انہوں نے اپنی زندگی کے ساتھ کسی حد تک انصاف کیا۔**

8۔ وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ ﴿۸﴾

اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں۔

(بلاغ القرآن)

﴿فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُتَوَكِّلِينَ﴾
"پھر جب تو عزم کر لے تو اللہ پر بھروسہ کر، بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے"
(آلِ عمران، 3:159)

﴿وَٱذْكُرِ ٱسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾
"اور اپنے رب کا نام یاد کر اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو"
(المزمل، 73:8)

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ﴾
"کہہ دو! بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے"
(الانعام، 6:162)

⦿ **آیت کا لفظی ترجمہ**

و ← اور
إلى ← کی طرف
ربك ← تیرے رب کی
فارغب ← تو رغبت کر / تو متوجہ ہو / تو چاہت رکھ

📖 **ہر گز کبھی بیکار نہ رہو ، تلاش و کوشش کو نہ چھوڑو، ہمیشہ جد و جہد میں مشغول رہو، اور ہر اہم کام کے ختم کرنے کے ساتھ ہی دوسرے اہم کام کو شروع کردیا کرو۔**

اور ان تمام حالات میں خدا پر بھروسہ رکھو" اور اپنے پروردگار کی طرف توجہ رکھو" (و الیٰ ربک فارغب)۔ (تفسیر نمونہ)

بندے کی اصل منزل اللہ ہے۔

- ہر مشکل کے بعد آسانی اسی وقت نصیب ہوتی ہے جب انسان اپنی امید اور خواہش کا مرکز اللہ کو بنائے۔
- یہ آیت اصل میں پچھلی آیت (فإذا فرغت فانصب) کا نتیجہ ہے ← جب سب کام ختم ہو جائیں تو اپنی تمام تر توجہ صرف اللہ کی طرف لگا دو۔

آج کے انسان کی سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ اس کی خواہشات اور رجحانات دنیا اور مخلوق کی طرف ہیں۔

- یہ آیت سکھاتی ہے کہ کامیابی کا راز یہ ہے کہ دل اور امید صرف اللہ کی طرف ہو۔
- خواہشات، منصوبے، خواب ← سب کا مرکز اللہ کی رضا ہونی چاہیے۔

علیؑ کو جانشینی پر نصب کریں

لغوی اعتبار سے "فانصب" کا مطلب ہے :محنت کرنا، قائم ہونا، کھڑا ہونا۔

- آیت کے سیاق و سباق میں یہ زیادہ معقول ہے کہ مطلب ہے: "جب دعوت کے کام سے فارغ ہو جاؤ تو عبادت میں مشغول ہو جاؤ"۔
- البتہ چونکہ قرآن کے الفاظ کئی جہت رکھتے ہیں، شیعہ مفسرین نے اس میں ایک باطنی اشارہ دیکھا کہ "نصب" یعنی کسی کو منصب پر بٹھانا۔ اور اس کو علیؑ کی امامت کے ساتھ جوڑ دیا۔

متعدد روایات میں ، جنہیں اہل سنت کے مشہور عالم حافظ ”حاکم حسکانی“ نے ” شواہد التنزیل“ میں نقل کیا ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس طرح آیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

یعنی :” جب تو فارغ ہوجائے تو علی علیہ السلام کی ولایت کے لئے نصب کر دے “. شواہد التنزیل جلد۲ ص ۳۴۹ (احادیث ۱۱۱۶ تا ۱۱۱۹) (تفسیر نمونہ)

للحافظ الحاكم الحسكاني ———————— ٣٤٩

[٢٠٤] ومن سورة الم نشرح [ايضا نزل] فيها قوله :

« فَإِذا فَرَغتَ فَانْصَبْ » [٧ / ألم نشرح : ٩٤]

١١١٦ — حدثني علي بن موسى بن إسحاق ، عن محمد بن مسعود بن محمد ، [عن] جعفر بن احمد ، قال : حدثني حمدان والعمركي ، عن العبيدي عن يونس ، عن زرعة ، عن سماعة ، عن ابي بصير :

عن ابي عبد الله [في قوله تعالى :] « فإذا فرغت فانصب » قال: يعني [انصب] علياً للولاية .

١١١٧ — وعن يونس عن عبد الله بن سنان ، عن ابي عبد الله في قوله: « فإذا فرغت فانصب » يعني علياً للولاية .

١١١٨ حدثنا جبرئيل بن احمد ، قال : حدثني الحسن بن خرزاد ، قال : حدثني غير واحد عن ابي عبد الله [في قوله تعالى : « فإذا فرغت فانصب »] قال : [يعني] فإذا فرغت فانصب علياً للناس .

١١١٩ — حدثنا علي بن محمد ، قال : حدثني محمد بن احمد ، عن العباس ، عن عبد الرحمان بن حماد ، عن الفضل ، عن ابي عبد الله في قول الله : « فإذا فرغت فانصب » يعني انصب علياً للولاية .

✐ **یہاں پر بس ایک سوال رہ جاتا...**

? **اگر یہ سورہ تنزیلی طور پر بہت پہلے نازل ہوئی ہے، یعنی ابھی اسلام کے علی الاعلان سے بھی پہلے، یعنی شروع کے 3 سالوں کے اندر، تو امام علی کی ولایت، خلافت، و "وزارت" کے بات کیسے ہورہی؟ جبکہ ان کی عمر ابھی 10، 12 سال ہی ہے؟**

اس کا جواب سورہ شعرء کی اس آیت نے دے دیا:

وَ اَنذِر عَشِیرَتَکَ الاَقرَبِینَ﴿شعراء، 26:214﴾

(زیادہ تفصیل اسی آیت کے ضمن میں کردی گئی ہے)

مختصرا یہ کہ: انہیں شروع کے 3 سالوں کے اندر، نبی مکرمﷺ کو حکم دیا گیا کہ اپنے "اقربین" کو "انذار" کریں۔

نبی کریم نے سارے قریبی رشتہ داروں کو بلا کر ایک دعوت کا اہتمام کیا اور پھر اپنے دعوت کے ساتھ اعلان کیا کہ

📖 **"جو اس کام میں میرا ہاتھ بٹائے تاکہ وہ میرا بھائی ، میرا وصی اور میرا جانشین ہو"؟**

سب لوگ خاموش رہے سوائے علی بن ابی طالب کے جوسب سے کم سن تھے۔ علی اٹھے اور عرض کی :

"اے اللہ کے رسول! اس راہ میں میں آپ کا یارو مددگارہوں گا"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنا ہاتھ علی کی گردن پر رکھا اور فرمایا:

ان هذا اخي ووصي و خليفتي فيكم فاسمعوا له و اطيعوه" (تفسیر نمونہ)

✏ **یعنی اس منصب پر فائز امام علی کو نبوی دور کے شروع میں ہی کردیا گیا تھا۔**

اور چھوٹی عمر کوئی خاص دلیل نہیں بنتی منصب پر فائز نہ ہونے کا۔ جیسا کہ سورہ مریم میں، حضرت یحییٰ علیہ السلام اور اور حضرت عیسٰی علیہ السلام بچپن میں ہی نبوت پر فائز کردیا گیا، اور پنگھوڑے میں ہی باتیں کرنے لگے تھے۔

درسِ سورة

✐ آپ کا سینہ کھول دیا، اور آپ کا وزیر مقرر کر کے آپ کا کام آسان کر دیا۔ پس جب کاموں سے فارغ ہوجائیں تو منصب پر مقرر کردیں۔

یہ مقرری ایک بار انہوں نے شروع میں کردی دعوتِ ذوالعشیرہ پر، اور بار انہوں نے آخر میں کردی غدیرِ خُم پر۔ "من کنتُ مولاہ فھذا علی مولاہ"

- ☏ اللہ کی نعمتیں ہمیشہ مشکلات سے بڑی ہیں۔
- ذمہ داری کا بوجھ اگرچہ بھاری ہے مگر اللہ نے آسانی بھی ساتھ رکھی ہے۔
- اصل سہارا صرف اللہ ہے، اسی کی طرف رغبت کرنی ہے۔

⚒ عملی اسباق (آج کے دور کے لئے)

✓مشکلات زندگی کا حصہ ہیں مگر ہر مشکل کے ساتھ آسانی بھی جڑی ہوتی ہے۔

✓فارغ وقت کو ضائع کرنے کے بجائے عبادت، تعلیم، نفع بخش سرگرمیوں میں استعمال کریں۔

✓عزت و شہرت کا حقیقی سرچشمہ اللہ ہے، دنیا نہیں۔

✓شرح صدر (دل کی وسعت) ایمان، قرآن اور ذکر الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔

✓کامیاب انسان وہ ہے جو اللہ کو اپنی خواہش اور مقصد کا مرکز بنائے۔

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ
اظهر حسین ابڑو (اللہم اغفر له وارحمه)
17-جون-2023
22- جون، 2025 موڈیفائیڈ
29 آگسٹ 2025